بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا امریکہ افغانستان فتح کر پائے گا؟

جاوید اقبال (j.eqbalpk@yahoo.com)

آج سے سات سال قبل جب نیویارک میں ورلڈ ٹریڈ سینٹرز مین بوس ہوئے تھے تو امریکہ نے بغیر کسی تحقیق وثبوت کے اس کا الزام افغانستان میں موجود اسامہ بن لادن کی تنظیم القاعدہ پر لگا دیا تھا اور اس کے ساتھ ہی جنرل (ر) پرویز مشرف کو دھمکی آمیز لہجے میں پیغام دیا کہ ''اگر ہمارا ساتھ نہ دیا تو پاکستان کو پتھر کے زمانے میں دھکیل دیا جائے گا'' رچرڈ آرمیٹج کی اس دھمکی کے جواب میں پرویز مشرف نے خوف کے عالم میں ''سب سے پہلے پاکستان'' کا نعرہ لگایا اور امریکہ کی حمایت کرتے ہی پاکستان کی فضائی خفیہ معلومات اور ہوائی اڈے امریکہ کے حوالے کر دیے اور امریکہ کو مکمل اختیار دے دیا تھا کہ وہ طالبان کے خاتمے کے لیے پاکستان کی سرزمین کو استعمال کر سکتا ہے۔

7 اکتوبر 2001ء کی شام دنیا کی سب سے بڑی عسکری قوت نے اپنے اتحادیوں سے مل کر معصوم افغان مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دیتے ہوئے ان پر آتش و آہن کی بارش شروع کر دی تو افغانستان کی تاریخ سے ناواقف لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ طالبان امریکہ کے سامنے قدم نہیں جما سکیں گے اور بہت جلد ان کو شکست ہو جائے گی۔ امریکہ نے محض اپنے مسلم کش مقاصد کی خاطر ایک ایسی حکومت کو تباہ کرنے کا آغاز کر دیا جو دنیا بھر کے ممالک کے لیے ایک اعلیٰ مثال تھی، طالبان کے دور حکمرانی میں نہ صرف پاکستان کی مغربی سرحد مکمل محفوظ تھی بلکہ افغانستان سے ہونے والی پاکستان کے خلاف سازشوں

کا خاتمہ بھی ہو گیا تھا لیکن جنرل مشرف نے صرف اپنے اقتدار کو طول دینے کی خاطر امریکی جنگ کا حصہ بننے کا ارادہ کیا اور امریکہ کی قیادت میں عالمی امن کے ٹھیکیداروں نے افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجاتے ہوئے افغانیوں پر ''کارپیٹ بمبنگ'' کر کے پورے افغانستان کو ''تورابورا'' بنا کر یہ سوچنا شروع کر دیا تھا کہ کہ طالبان کا خاتمہ کر دیا جائے گا لیکن یہ طاقتیں شاید بھول گئیں کہ افغانستان میں آنے کے تو کئی راستے ہیں لیکن واپسی کا کوئی راستہ نہیں ہے اور حملہ آوروں کی واپسی صرف افغان قوم کی مرضی سے ہوتی ہے اور ویسے بھی دس سال تک سرخ ریچھ کے ظلم و ستم کو برداشت کرنے والی اور اس کے خلاف عظیم جہاد میں فتح یاب ہونے والی قوم کو غلامی جیسے لفظ کا پتہ ہی نہیں ہے اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ اپنی آزادی پر جان قربان کرنے کے فن میں دنیا کی کوئی قوم افغانیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

افغانستان پر حملے سے پہلے طالبان نے امریکہ پر واضح کر دیا تھا کہ اگر حملہ کیا گیا تو اس کا حشر بھی سوویت یونین جیسا ہو گا لیکن امریکہ اس وقت طاقت کے نشے میں چور تھا اور اس خیال میں کہ وہ طالبان اور القاعدہ کے مجاہدین کو چن چن کر مارنے میں کامیاب ہو جائے گا طالبان کے خلاف نہ ختم ہونے والی جنگ کا آغاز کر دیا۔امریکہ کی بزدلی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حملہ کرنے کے بعد ایک ماہ تک اپنی زمینی فوج کو طالبان سے براہ راست لڑنے نہ دیا،اس دوران امریکہ نے بہت کوششیں کیں کہ طالبان کی صفوں میں دراڑیں ڈالی جا سکیں لیکن ان تمام کوششوں میں کامیابی حاصل نہ ہوئی ،امریکی حملے کے وقت جنرل (ر) پرویز مشرف نے وعدہ کیا تھا کہ امریکہ کو صرف لاجسٹک مدد فراہم کی جائے گی لیکن اس جھوٹ کو خود امریکی سنٹرل کمانڈ نے بے نقاب کیا اور دعوٰی کیا کہ پاکستان کی سرزمین سے 57000 حملے کئے گئے تھے۔امریکہ نے طالبان کے خلاف قلعہ جنگی میں جو انسانیت سوز اور بے رحمانہ سلوک کیا اس کی مثال کسی بھی مہذب معاشرے میں نہیں ملتی تورابورا میں جس طرح ڈیزی کٹر بموں کی بارش کی گئی اس سے پہاڑ بھی ہل گئے ہوں گے افغانستان کے صحراؤں میں جس بے دردی سے طالبان

مجاہدین کو کنٹینروں میں بند کر کے شہید کیا گیا وہ امریکہ جیسے نام نہاد انسانی حقوق کے علمبردار ملک کے لئے باعث شرم ہے، امریکہ کی اسلام دشمنی اور خوف کا یہ عالم تھا کہ افغانستان بھر میں کہیں بھی لوگوں کا اجتماع دیکھ کر ان پر بمباری کر دی جاتی اور ان کا ناطہ طالبان سے جوڑا جاتا لیکن جب اپنے اس دعوٰی کا ثبوت نہ دے سکا تو اسے ''فرینڈلی فائر'' کا نام دیا جاتا رہا۔

سقوط کابل کے بعد ایک طرف امریکی فوج نے گرفتار طالبان و القاعدہ کے خلاف ظلم وستم کی انتہاء کی تو دوسری طرف شمالی اتحاد کے اجرتی قاتلوں نے بھی بے گناہ طالبان کے خلاف دل کھول کر اپنی درندگی کا نشانہ بنایا، دشت لیلیٰ، دشت حیرتان، قلعہ جنگی اور پل چرخی جیل کو طالبان کی مقتل گاہوں میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔ غیر ملکی افواج کے خوف کا یہ عالم ہے کہ افغانستان کے بعض علاقوں میں طالبان کے خوف سے برطانوی فوج نے قلعہ موسیٰ اور دیگر صوبوں میں طالبان سے امن معاہدے کئے ہیں تاکہ اپنی فوج کے جانی نقصان کو کم کیا جاسکے، اسی وجہ سے طالبان آج افغانستان کے ایک وسیع علاقے پر قابض ہیں اور ان کے زیر اثر علاقوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اسی خوف کے مارے چغہ پوش صدر حامد کرزئی امریکہ اور نیٹو افواج کی منتیں کرنے پر مجبور ہو چکا ہے کہ افغانستان میں اپنی افواج میں کمی نہ کریں بصورت دیگر طالبان دوبارہ افغانستان پر قابض ہو جائیں گے۔ آج نیٹو افواج اپنی ناکامی کو چھپانے کی غرض سے پاکستان پر بدستور الزام تراشی میں مصروف ہیں کہ ان علاقوں میں طالبان اور القاعدہ کے خلاف جامع کاروائی نہیں کی گئی جس کی وجہ سے ''دہشت گرد'' افغانستان میں نیٹو کے لئے مشکلات پیدا کر رہے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس امریکی جنگ میں جتنا نقصان پاکستان کی فوج کا ہوا اتنا امریکہ اور کسی بھی اتحادی ملک کا نہیں ہوا اور ایک ہزار سے زیادہ فوجی ان علاقوں میں اپنی بے موت مارے جا چکے ہیں اور ''جہاد فی سبیل اللہ'' کے ماٹو کی حامل فوج امریکی جنگ لڑنے کے باعث اپنے ہی لوگوں میں ناپسندیدہ ہو چکی ہے جس کی وجہ سے عوام اور فوج میں فاصلہ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔

دو ماہ قبل امریکی صدر جارج ڈبلیو بش اور نیٹو کے سربراہ کے درمیان ہونے والے مذاکرات میں بھی افغانستان میں نیٹو کے فوجی دستوں میں اضافے کا معاملہ طے نہ ہوسکا تھا اور اسی سلسلے میں اپریل کے پہلے ہفتے میں میونخ میں نیٹو کے ہونے والے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے امریکی صدر نے کہا''دہشت گرد اپنی پناہ گاہوں کو افغان عوام اور اتحادی مما لک کے خلاف استعمال کریں گے،اسامہ بن لادن اور القاعدہ سے لڑائی نیٹو افواج کی پہلی ترجیح ہونی چاہیے اور اس کے لیے تمام مما لک اپنے وعدے سے انحراف نہ کریں،اگر نیٹو کو افغانستان میں شکست ہوئی تو''دہشت گرد''ان کے مما لک میں ہوں گے لہٰذا نیٹو مما لک افغان جنگ ہر حال میں آخری دم تک لڑیں''اس کے علاوہ کئی امریکی اور مغربی عہدیدار یہ کہنے پر مجبور ہو چکے ہیں کہ اگر طالبان کا خاتمہ نہ ہوسکا تو وہ دوبارہ افغانستان پر قابض ہو جائیں گے اب نیٹو اتحاد نے یہ سوچنا شروع کر دیا ہے کہ جو جنگ ہم نے طالبان کے خلاف شروع کی تھی وہ آج طالبان ہی کی مرضی کے مطابق چل رہی ہے۔

آج افغانستان کی صورتحال یہ ہے کہ طالبان امریکی حملے بعد سے کہیں زیادہ طاقتور ہو چکے ہیں اور امریکی اتحادی نیٹو مما لک بھی اپنی فوج کو افغانستان میں قربانی کا بکرا بنانے سے کترانے لگے ہیں اور ہر گزرتا دن نیٹو افواج کو ان کی تباہی کے قریب تر کرتا جا رہا ہے۔نیٹو کی 43000 فوج افغانستان کی دلدل میں بری طرح پھنس چکی ہے۔ان فوجیوں کے پاس لڑنے کے لیے دنیا کا جدید ترین اسلحہ موجود ہے،انتہائی اونچائی سے اڑنے والے B-52 طیارے بمباری کرتے اور چلے جاتے ہیں لیکن کیا وجہ ہے کہ یہ فوجیں طالبان کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں رکھتیں؟ حالانکہ ان کے مدمقابل طالبان کے پاس صرف کلاشنکوف اور راکٹ لانچر ہی ہیں تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ نیٹو کے فوجی لڑنے کا جذبہ نہیں رکھتے ۔امریکی بمباری کے بعد طالبان اور القاعدہ محفوظ پناہ گاہوں میں چلے گئے تھے تا کہ امریکی فوج کو زمین پر لایا جائے اور پھر ان کا مقابلہ کیا جائے،طالبان اپنی اس حکمت عملی میں انتہائی کامیاب رہے اور

امریکہ اس خوش فہمی میں مبتلا ہوگیا کہ طالبان کا خاتمہ کردیا گیا ہے لیکن گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ طالبان اور القاعدہ دوبارہ منظّم ہوکر دوبارہ امریکہ کے لیے خطرہ بن کر سامنے آئے اور یہی وجہ ہے آج سے پہلے زیادہ طاقتور ہوچکے ہیں۔ چند ماہ قبل میونخ میں سیکورٹی کے حوالے سے منعقدہ ہونے والی سالانہ میٹنگ میں امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس نے نیٹو اختلافات سے متعلق کہا تھا ''نیٹو افواج کی حالت یہ ہے کہ اس کے بعض اتحادی ممالک اپنی فوج کو ایسے علاقوں میں بھیجنے سے ڈرتے ہیں جہاں طالبان کا اثر ورسوخ زیادہ ہے اور ان ممالک میں اس بات پر بھی اختلاف نظر آتا ہے کہ کون سے ممالک طالبان کے خلاف اگلے محاذ پر جاکر لڑیں گے۔

دو ماہ قبل امریکی صدر جارج ڈبلیو بش اور نیٹو کے سربراہ جاپ ڈی ہوپ کے درمیان ہونے والے مذاکرات میں بھی افغانستان میں نیٹو کے فوجی دستوں میں اضافے کا معاملہ طے نہ ہوسکا تھا۔ موجودہ صورتحال امریکی صدر بش کے لئے رسوائی کا منظر پیش کررہی ہے نیٹو افواج تورابورا کو القاعدہ اور طالبان کے قبرستان میں بدلنے گیا تھا لیکن ان سنگلاخ پہاڑوں پر اپنے فوجیوں کی لاشیں چھوڑ بھاگنے پر مجبور ہوگیا اور یہ لاشیں صرف تورابورا پر ہی نہیں بلکہ ہر اس شہر وصوبے میں بکھری پڑی ہیں جہاں امریکی فوج طالبان اور القاعدہ کی تلاش میں جاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آج صلیب کا جھنڈا اونچا کرنے کی نیت سے آنے والی فوج اپنے ہی زخم چاٹنے پر مجبور ہیں اور طالبان کو ختم کرنے کے دعویدار آج خود تباہ ہونے کے قریب ہیں۔ امریکہ کے اخبارات خود اس بات کی تصدیق کررہے ہیں کہ محاذ پر جانے والے فوجیوں میں خودکشی کا رجحان بڑھتا جارہا ہے اور محاذ جنگ سے واپس امریکہ جانے والے فوجی دوبارہ افغانستان جانے کو تیار نہیں ہیں اور ان میں نفسیاتی امراض بڑھ رہے ہیں۔

2008ء ورلڈ ٹریڈ سینٹر زمین بوس ہونے کے واقعے میں تقریباً پانچ ہزار افراد ہلاک ہوتے تھے اور امریکہ نے جن پر الزام لگایا تھا ان کے خلاف آج تک کوئی بھی ٹھوس ثبوت فراہم کرنے میں ناکام رہا

...........اور اسی واقعہ کو بنیاد بنا کر امریکہ اپنے مفادات کا تحفظ کرنے کے لیے عالم اسلام کے خلاف ایک ''صلیبی جنگ'' میں مصروف ہے۔

بشکریہ روزنامہ مقدمہ پاکستان کراچی 12 مئی 2008ء

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

http://www.muwahideen.tk

info@muwahideen.tk